ہفتہ واری جداریے بنام تجلیاتِ امجد میں شائع ہونے والے مقالات کا حسین مجموعہ
شمارہ نمبر ۱
تجلیاتِ امجد
بموقع عرس حضور حافظ ملت
۱ حضور حافظِ ملت کی شخصیت کا مختصر تعارف
۲ حضور حافظِ ملت دین کے بے لوث خادم
۳ حافظِ ملت صدر الشریعہ کی بارگاہ میں
۴ حافظِ ملت اور قرطاس و قلم
۵ حضور حافظِ ملت کے اقوال زریں
۱ خوفِ خدا کی فضیلت
۲ صحابہ کرام اور خوفِ خدا
۳ علمِ دین اور عصری تعلیم
۴ شراب نوشی اور مسلمان
ناشر
امجدی مشن
طلبۂ گھوسی طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تجلیات امجد

ہفتہ واری جداریے بنام تجلیاتِ امجد میں شائع ہونے والے مقالات کا حسین مجموعہ

بموقع عرس حضور حافظِ ملت

بفیض روحانی

فقیہ اعظم ہند خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ
مفتی الشاہ حکیم **محمد امجد علی اعظمی** قدس سرہ العزیز
مصنف بہار شریعت

زیر سرپرستی

سلطان الاساتذہ ممتاز الفقہاء حضور محدث کبیر
حضرت علامہ **مفتی ضیاء المصطفی** صاحب قبلہ
قادری مدظلہ العالی سربراہ اعلیٰ طیبۃ العلماء جامعہ
امجدیہ رضویہ گھوسی

مرتبین:
محمد مصطفیٰ رضا امجدی
محمد آصف امجدی

تزئین کار:
عبدالقادر امجدی
ابو شحمہ قادری امجدی

ناشر
امجدی مشن طلبۂ گھوسی طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

دعائیہ کلمات

شہزادہ حضور صدر الشریعہ علیہ شہنشاہ اقلیم سخن

حضرت علامہ مولانا **فداء المصطفی قادری**

دامت برکاتہم العالیہ

قابل مبارک باد ہیں الجامعۃ الامجدیہ کے مقامی طلبہ جنہوں نے **تجلیاتِ امجد** کے نام سے ایک ایسا رسالہ نکالنے کا ارادہ کیا ہے جو حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے اوصاف و کمالات اور ان کی دینی خدماتِ جلیلہ پر بھرپور روشنی ڈالنے والا ثابت ہو، اللہ تعالیٰ بچوں کی ان کوششوں اور کاوشات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیشہ اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ بزرگوں کے آثار اور ان کے تبرکات کے سلسلہ میں انہیں جو کچھ علم ہو اسے منظرِ عام پر لانے کی کوشش کرتے رہیں۔

میری طرف سے یہ دعا ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے، اور اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

(علامہ) فداء المصطفی قادری

۲۲ دسمبر ۲۰۲۲ بروز جمعرات

کلمات تبریک

نازش علم وفن ماہر درسیات جامع معقول ومنقول استاذ العلماء

حضرت علامہ مفتی **عبدالرحمن رضوی** مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

سینئر استاذ طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو، یوپی

طیبۃ العلما جامعہ امجدیہ رضویہ میں تعلیم وتربیت کے ساتھ طلبہ میں تحریری لیاقت پیدا کرنے کیلئے مضمون نگاری کا مسابقہ بھی منعقد ہوتا ہے اسی طرح بعض طلبہ جداریہ کے ذریعہ اپنی تحریری صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہیں، اِسی سلسلے میں عرس حافظ ملت قدس سرہ کی مناسبت سے *تجلیاتِ امجد* کے عنوان سے چند مضامین لوگوں کی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں تاکہ عوام اس سے استفادہ کریں، اور طلبہ کی ہمت افزائی کے لئے اپنی نیک دعاؤں سے نوازیں، تحریر وقلم سے وابستگی مستقبل میں ایک اچھے قلمکار ہونے کا زینہ ہے۔ اور دینی خدمات کے لئے وہ ایک موثر ذریعہ ہے آج ہمارے سامنے دین کا جو سرمایہ ہے وہ تحریر وتصنیف ہی کا رہینِ منت ہے۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مضامین لکھنے والوں کی ہمت میں برکتیں عطا فرمائے اور انہیں مسلسل لکھتے رہنے کی توفیق خیر سے نوازے ، آمین بجاہ سید المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

دعا گو
عبدالرحمن رضوی
سینئر استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی
۲۲/ دسمبر ۲۰۲۲ء

کلماتِ تحسین

شہزادہ حضور محدث کبیر

حضرت مولانا **علاء المصطفیٰ** صاحب قبلہ قادری مصباحی

مدیر اعلیٰ طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طلبہ گھوسی جو جامعہ امجدیہ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، وہ اپنی طرف سے *تجلیاتِ امجد* کے نام سے جداریہ ہر ہفتہ شائع کرتے ہیں، جس کی سرپرستی سلطان الاساتذہ ممتاز الفقہاء حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ مدظلہ العالی بانی طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ و کلیۃ البنات الامجدیہ فرماتے ہیں، اور فقیہ اعظم ہند خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت) قدس سرہ العزیز کا روحانی فیض شامل حال ہوتا ہے

بڑی خوشی کی بات ہے کہ گھوسی کے یہ ہونہار اور باذوق طلبہ وہ تمام مضامین جو جداریہ کی صورت میں شائع کر چکے ہیں اب ان تمام مضامین کو مرتب کرکے مجموعہ کی شکل دے رہے ہیں اور تجلیاتِ امجد کے نام سے عرس حافظ ملت کے موقع پر PDF فارمیٹ میں شائع کر رہے ہیں۔

تجلیاتِ امجد کے لیے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں،ان کے اندر یہ جزبہ اور حوصلہ دیکھ کر بے پناہ مسرور ہوں۔امید رکھتا ہوں کہ یہ طلبہ جب تک جامعہ میں رہیں گے مستقل مزاجی کے ساتھ اپنا یہ تحریری سفر جاری رکھیں گے،اور اپنے بعد ایسے طلبہ کو چھوڑ کر جائیں گے جو ان کے تحریری مشن *تجلیاتِ امجد* کو باقی رکھیں گے۔ان شاء اللہ الرحمن۔

اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ ان لوگوں کو علم کی دولت سے مالا مال فرمائے اور تجلیاتِ امجد کو شائع کرنے میں جن طلبہ نے اپنا تعاون پیش کیاہے انہیں اجر جزیل عطافرمائے۔

اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم،اللھم رب زدنی علما،اللھم ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

فقط والسلام
علاء المصطفی قادری
خادم جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی
۲۲ دسمبر ۲۰۲۲ بروز جمعرات

کلماتِ توصیف

نبیرۂ حضور صدر الشریعہ نازشِ علم و فن
حضرت علامہ مفتی **حسان المصطفیٰ** صاحب قبلہ قادری
استاذ طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

تجلیات امجد نوخیز قلمکاروں کو سلام

ابھی نوخیز ہیں، مگر بلا کی ہمت ہے ۔ تجربات سے عاری ہیں، مگر شاہین صفت ہیں ۔ کچی عمر ہے، مگر حوصلے بلند ہیں۔جی ہاں! یہ جامعہ امجدیہ کے طلبہ ہیں ۔ ارادہ کیا ، ٹھان لیا ، سعی پیہم کی ، اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے ۔

تجلیات امجد ہمارے ان طلبہ کی کاوش ہے، جو ابھی متوسطات میں زیر تعلیم ہیں ۔ ان کی عمر ابھی سیکھنے کی ہے، مگر خواب بڑے بڑے دیکھتے ہیں ، تاہم خواب صرف دیکھتے نہیں بلکہ اسے عملی جامہ پہنانے کا حوصلہ اور جذبہ بھی رکھتے ہیں ۔ **تجلیات امجد** کو مرتب کرنا، اسے کتابی شکل دینا، مختلف دشوار کن مراحل سے گزار کر سوشل میڈیا کے حوالے کرنا ایک خواب ہی ہے ، جس کی تعبیر اب آپ اپنی کھلی آنکھوں سے محسوس کر سکتے ہیں۔

پوری ٹیم اس سعی وکاوش کے لیے قابل مبارکباد ہے۔
امید کرتے ہیں کہ یہ نوجوان اپنا تحریری سفر یوں ہی جاری رکھیں گے۔ کبھی گریں گے، کبھی تھکیں گے، مگر ہمتیں بلند رکھیں گے۔

اللہ کریم! تو ان کی جد و جہد قبول فرما، ان کے قلم کو رواں دواں رکھ، ان کی تحریر میں وہ تاثیر پیدا فرما جو "قلب کو گرما دے، جو روح کو تڑپا دے"۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم

دعاگو
حسان المصطفیٰ قادری امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی
29 جمادی الاولیٰ 1444ھ

کلمات تقدیم

حضرت مولانا مفتی **شمیم رضا اویسی**
استاذ طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

قدرت نے انسان کو بے شمار خوبیوں سے نوازا اور بہت سارے محاسن و کمالات کا مجموعہ بنایا اور بعض صلاحیتیں ایسی بھی ودیعت فرمائی جنہیں بروئے کار لاکر انسانی کمالات جگمگا اٹھتے ہیں اور انسان معراجِ کمال حاصل کر لیتا ہے، اظہار و بیان کی صلاحیت بھی اللہ تعالیٰ کی انہیں عظیم ترین نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اظہار کے بنیادی دو ذرائع ہیں(1) زبان یعنی تقریر(2) قلم یعنی تحریر،

تقریر کے مقابلے میں تحریر کی اہمیت و افادیت زیادہ ہے قرآن مجید میں بھی تحریر کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

الذی علم بالقلم (العلق ٤)

دوسری جگہ ہے

ن والقلم وما یسطرون (القلم ١)

نیز اس کے چند فوائد بھی ہیں مثلاً

(1) تحریر زیادہ مستند و معتمد ہوتی ہے
(2) اس کے اثرات دور رس اور دیر پا ہوتے ہیں
(3) مخاطب کو سہولت ہوتی ہے کہ جب چاہے اس سے استفادہ کرے
(4) تحریر پر غور و فکر کا موقع زیادہ ملتا ہے

دور حاضر میں تحریر کی ضرورت ہر جگہ مقدم ہے نیز بہت سارے لوگ شکایت کرتے ہیں ہمیں لکھنا نہیں آتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ لکھنے سے لکھنا آتا ہے دوسری بات یہ کہ بہت سارے لوگ لکھتے ضرور ہیں مگر ان کی تحریر میں جان نہیں رہتی اس کا واحد سبب یہی ہے کہ مطالعہ کے بغیر لکھنا شروع کردیتے ہیں جبکہ مؤلف نگاروں کا کہنا ہے کہ اگر ایک صفحہ لکھنا ہو تو دسوں صفحات کا مطالعہ کرنا بے حد ضروری ہے

ایک بہترین مضمون نگار بننے کے لئے محنت اور مشق بہت ضروری ہے، نیز مضمون نگاری کا حسن یہ ہے کہ اس میں نامانوس اور دقیق الفاظ سے بچتے ہوئے عام فہم، سادہ اور آسان الفاظ استعمال کیے جائیں تاکہ وہ اہل علم اور عوام سب کے لیے یکساں مفید ہو

سر سید احمد خان جو کہ عقیدے کا گڑبڑ انسان تھا مگر قلم کے حوالے سے کچھ باتیں کافی اچھی کہہ گیا مثلاً وہ لکھتا ہے کہ مضمون نگاری کے لیے تین شرطوں کا پایا جانا اشد ضروری ہے جو کہ درجہ ذیل ہیں،

(1) مضمون کی پہلی شرط یہ ہے کہ اس کا پیرایہ بیان سادہ ہو، پیچیدہ اور پر تکلف اسلوب مضمون کا عیب ہے،

(2) مضمون کی دوسری شرط یہ ہے کہ جو خیالات اور جو باتیں اس میں پیش کی جائیں ان میں دلکشی ہوں صرف الفاظ اور انداز بیان کا دلکش ہونا مضمون کے لیے کافی نہیں،

(3) تیسری اور آخری شرط اچھے مضمون کے لیے یہ ہے کہ مضمون نگار کے دل میں جو بات ہو وہ پڑھنے والوں تک پہنچے، اس سے مراد یہ ہے کہ مضمون میں جو خیالات پیش کیے جائیں وہ اس طرح مربوط ہوں جس طرح زنجیر کی کڑیاں ایک دوسرے سے مربوط ہوتی ہیں خیالات میں ربط نہ ہونا اور انتشار کا پایا جانا مضمون کا عیب ہے، ہر پیرا گراف اپنے پہلے پیرا گراف سے فکری سطح پر جڑا ہونا چاہیے،

تحریر کی مشق و مہارت سے خیالات اور جذبات کی ترجمانی میں مدد ملتی ہے اور یہ چیز معاصرین ہی کے لیے نفع بخش نہیں بلکہ آئندہ نسلوں اور قوموں کے لیے بھی موجبِ فلاح و بہبود ہے، اس میں شک نہیں کہ دل سے نکلنے والی بات اثر رکھتی ہے مگر حسنِ ترتیب، لطافتِ زبان اور انداز بیان اس بات کو چار چاند لگا دیتے ہیں، اور دیکھا گیا ہے کہ ایک مصنف محض اپنی ایک تصنیف کے ذریعے زمانے میں وہ خراجِ تحسین حاصل کر لیتا ہے جو کہ بادشاہِ ہفت اقلیم کو بھی میسر نہیں ہو پاتا،

فقیر کی جب طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں بحیثیت مدرس تقرری ہوئی تو سب سے پہلے یہ فکر لاحق ہوئی کہ کس طرح یہاں کے طلبہ کے اندر تحریری فن بیدار کیا جائے اور انہیں ایک اچھا اور بہترین قلمکار بنایا جائے بہر کیف ایک روز میں نے ہر جماعت کے باذوق اور محنتی طلبہ کو طلب کیا اور ان کے سامنے اپنی سوچ کا اظہار کیا، اور قلم و قرطاس کے حوالے سے ان کا ذوق بیدار کرنے کی پوری کوشش کی اور بحمد اللہ چند حوصلہ بخش اور نصیحت آمیز جملوں سے طلبہ کے ذہن پر ایسا مثبت اثر قائم ہوا کہ ہر جماعت کے بچوں نے میری باتوں کو کافی سنجیدگی سے لیا اور پوری دلچسپی کے ساتھ قلم و قرطاس کے حوالے سے اپنی آمادگی کا اظہار کیا

اور دیکھتے ہی دیکھتے محض ایک ہفتے کے اندر جامعہ امجدیہ رضویہ کی پر شکوہ عمارت اور اس کی دیواریں مختلف علمی و فکری مضامین پر مشتمل خوبصورت جداریوں سے آراستہ لوگوں کی توجہ اپنی طرف مرکوز کرانے کے ساتھ دعوتِ مطالعہ دینے لگیں، اور آج تقریباً دو مہینے سے فقیر کے پاس روزانہ درجنوں کی تعداد میں مضامین چیک کرانے کے لیئے بچوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے،

اسی مبارک سلسلے کی ایک اہم کڑی "تجلیاتِ امجد" نامی جداریہ بھی ہے جو جامعہ امجدیہ رضویہ میں زیرِ تعلیم مقامی بچوں کی کد و کاوش کا نتیجہ ہے یہ جداریہ ہر ہفتے بلاناغہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے کچھ دن قبل بچے میرے پاس آئے اور کہا کہ ہم لوگ ہر مہینے اپنے جداریے میں شائع ہونے والے مضامین کو پی ڈی ایف شکل میں لانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ ہر خاص و عام اس سے استفادہ کر سکے نیز ہماری خواہش ہے کہ ہم اس کا آغاز عرسِ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے مبارک و پر سعید موقع پر کریں تاکہ ہماری طرف سے ان کی بارگاہ میں خراج عقیدت بھی پیش ہو جائے بہر کیف میں نے بچوں کی اس بہترین سوچ کا استقبال کیا اور ان کے اندر اس قدر انہماک، لگن اور جوش و جذبہ دیکھ کر کافی خوش بھی ہوا، اور ڈھیر ساری دعائیں دیں،

لہٰذا قارئین کرام کی بارگاہ میں گزارش ہے کہ اس مختصر سے کتابچہ کا بالاستیعاب پورے انہماک کے ساتھ مطالعہ کریں اور بچوں کے تابناک مستقبل کی دعا کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی فرمائیں اخیر میں ایک بار پھر میں جامعہ کے تمام بچوں کے لیئے بارگاہِ صمدیت میں دعا گو ہوں کہ رب قدیر بچوں کے جذبات کو سلامت رکھے اور اِنہیں شگفتہ ماحول میں ان کی قلمی زندگی کی ارتقائی منزلیں طے ہوتی رہیں اور ان کا قلمی ذوق یوں ہی ہمیشہ بیدار رہے، آمین

از قلم :
شمیم رضا اویسی امجدی
خادم التدریس : طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ

عرض حال

لک الحمد یا اللہ والصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللہ کا شکر عظیم ہے کہ اس نے سسکتی ہوئی انسانیت کے لئے نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، رب قدیر کا کروڑہا فضل و کرم ہے کہ ہمیں اسی نبی آخر الزماں کا امتی بنایا۔ درود و سلام نازل ہو عالم ما کان و ما یکون رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جنہوں نے علما کرام کو انبیاء کا وارث فرمایا۔

زیر نظر رسالہ بنام **تجلیات امجد** آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے جو ہفتہ واری جداریہ اور حضور حافظ ملت سے متعلق متعدد نئے مضامین کا مجموعہ ہے۔جداریہ کے سفر کا آغاز کیسے ہوا اور اس منزل تک کیسے پہنچے؟ اس کا پس منظر یہ ہے کہ گھوسی کے جو طلبہ جامعہ امجدیہ رضویہ میں زیر تعلیم ہوتے ہیں ان کی بزم ہر جمعرات کو بنام **الحفلۃ الاحمدیہ** رضا مسجد گھوسی میں منعقد ہوتی ہے، جملہ طالبان علوم نبویہ اپنی کار کردگی دکھاتے ہیں اور بارگاہ صدر الشریعہ سے فیض پاتے ہیں۔

گزشتہ سال بزم ہی کے دوران حضرت مولانا شاداب احمد صاحب استاذ جامعہ احسن البرکات مارہرہ مطہرہ، حضرت مولانا محمد ابوذر امجدی استاذ مدرسہ ضیاء اختر احمد آباد سورت ، حضرت مولانا ریحان رضا امجدی تشریف لائے۔ بزم کے اختتام پر رفیق محترم محمد ابو حنیفہ امجدی نے ان حضرات سے عرض کیا کہ کچھ نصیحتیں فرمادیں ، تو مفتی شاداب احمد امجدی طالبان علوم نبویہ کے سامنے آئے اور اہل بزم کی شاندار طریقے سے حوصلہ افزائی فرمائی، دعاؤں سے نوازا اور فرمایا ماشاءاللہ آپ لوگ تو بہت بہترین تقریر کر رہے ہیں، میری خواہش ہے کہ آپ لوگ تھوڑا تھوڑا تحریری کام بھی شروع کریں، ہماری دلچسپی کے لئے رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے ایک دو واقعات بھی بیان کئے اور فرمایا آپ لوگ ہفتہ یا پندرہ روز میں ایک جداریہ ضرور نکالیں تاکہ تقریر کے ساتھ ساتھ قلم بھی آپ لوگوں کا پختہ و مضبوط رہے۔ حاضرین بزم سے تائید بھی کرائی، ماشاءاللہ ان کی آواز پر اکثر بچوں نے لبیک کہا، اللہ کے فضل سے اسی ہفتے جداریہ نکلنا شروع ہوگیا۔ پھر کچھ دنوں میں ششماہی امتحان کی وجہ سے یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔

پھر کچھ دنوں بعد نبیرہ صدر الشریعہ حضرت مولانا مفتی حسان المصطفےٰ صاحب قادری تمام مقامی طلبہ کو بلا کر مضمون نگاری کے متعلق بڑی ہی دلچسپ و پر مغز نصیحتیں کیں۔ تو پھر ہم کچھ

ایام کے لئے بیدار ہوئے، لیکن ہماری بد نصیبی کی جداریہ کا یہ کام مسلسل نہ چل سکا۔

آج سے تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل حضرت مولانا شمیم رضا اویسی نے طلبہ گھوسی کو پھر ایک بار مضمون نگاری پر ابھارا، ہماری سوئی ہوئی قسمت بیدار ہو گئی۔ اللہ کے فضل سے لگ بھگ ڈیڑھ ماہ ہو گئے ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اسی پر استقامت عطا فرمائے۔

ایک دن میں رفقاء درس کے ساتھ جامعہ امجدیہ کے وسیع صحن میں کھڑا تھا، میں نے احباب سے کہا ہم لوگوں کا ہفتہ واری جداریہ جو شائع ہوتا ہے، اس کو کتاب بشکل PDF بنانے کی کوئی صورت ہے؟ تو اس پر رفیق درس عزیزم مولوی عبد القادر امجدی نے کہا جی!" بلکل "ہے اب احباب کی خواہش ہوئی کہ تب بلکل اس کام کو کیا جائے۔ میں نے کہا کہ PDF بنانے کا بیڑا اپنے سر کون اٹھائے گا؟ احباب نے کچھ دیر سکوت کیا، پھر رفیق محترم مولوی عبد القادر امجدی نے کہا ان شاءاللہ میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں،

جس طرح انہوں نے میرے ناقص مشورہ پر لبیک کہا پوری دلجمعی کے ساتھ اپنی بات پر ڈٹے رہے اور تقریبا پانچ چھ روز دن و رات محنت کر کے جو بیڑا اپنے سر اٹھایا تھا اس کو کما حقہ مکمل کردیا، اور عزیزم مولانا محمد ابو شحمہ قادری امجدی نے ان کا بھر پور تعاون کیا۔ یہ انہیں حضرات کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ یہ مجموعہ آپ کے ہاتھ تک پہونچا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ انہیں علم نافع کی دولت سے مالامال فرمائے۔

ہدیہ تشکر وامتنان پیش کرتا ہوں شہزادۂ حضور صدر الشریعہ استاذ العلماء شہنشاہِ اقلیم سخن حضرت علامہ فداء المصطفی صاحب قبلہ قادری دامت برکاتہ العالیہ کا جنہوں نے ہم فقیروں کی عرض پر تقریظ جلیل لکھ کر تجلیاتِ امجد کا علمی وزن بڑھادیا۔اور شکریہ ادا کرتا ہوں استاذ گرامی قدر ماہر درسیات، نمونۂ اسلاف حضرت علامہ عبدالرحمن صاحب قبلہ دامت فیوضہ کا جنہوں نے ہر موقع پر ہماری رہنمائی و حوصلہ افزائی فرمائی

اور ایک تقریظ جلیل لکھ کر اس رسالہ کے حسن کو دوبالا کیا۔اور ہمارے مادرِ علمی کے مدیر اعلیٰ شہزادۂ حضور محدث کبیر حضرت مولانا علاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری کا کہ جب ہم لوگوں نے دو تین مضمون ان کے سامنے پیش کیا تو مفید مشورے اور دعائیہ کلمات سے نوازا۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر استاذ معظم نبیرۂ حضور صدررالشریعہ حضرت علامہ مفتی حسان المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری،اور حضرت مولانا مفتی شمیم رضا اویسی مدظلہما العالی کا شکریہ ادا نہ کریں،کہ انہیں کے زیر سایہ رہ کر قلم کو پکڑنے اور دو چار لفظ لکھنے کا سلیقہ میسر آیا۔

اخیر میں ہم اپنے تمام قلم کاروں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے مکمل تعاون کیا اور اپنے قیمتی اوقات صرف کرکے اس مجموعے کے اندر روح پھوکنے کا کام کیا۔

بالخصوص ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں رفیق محترم مولوی مصطفیٰ رضا امجدی کو جنہوں نے ہر ایک کے مضمون کو PDF بنانے سے پہلے نہایت ہی غور وفکر کے ساتھ چیک کیا تاکہ PDF غلطیوں سے محفوظ رہے۔

(نوٹ) اس کے باوجود بھی کچھ خامیاں نظر آئیں تو اطلاع کریں۔

دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو علم نافع کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

سگ بارگاہ صدر الشریعہ
محمد آصف امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی
۲۹ جُمادی الاوّل۱۴۴۴ھ بروز سنیچر

رابطہ نمبر
8960740985
9616937216
9889835026

حضور حافظ ملت کا مختصر تعارف

محمد ثاقب امجدی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں جن کے نشان قدم کبھی

ہندوستان کی زمین بڑی مردم خیز ہوئی ہے، یہ ایک مستقل روشن علمی و فکری تاریخ رکھتی ہے، اس نے ایسے ایسے بے شمار لوگوں کو جنم دیا جنہوں نے ابر باراں بن کر پورے عالم کو اپنے علمی و روحانی چھینٹوں سے سیراب کیا ہے اور حیرت انگیز کارنامے انجام دے کر ہر میدان میں اپنا لوہا منوایا ہے۔ انہیں نفوس قدسیہ میں ایک عظیم المرتبت و تاریخ ساز شخصیت کا نام جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ الشاہ عبد العزیز محدث مبارک پوری علیہ الرحمہ کی ذات ہے، جنہوں نے اپنی خداداد صلاحیت سے مذہب حقہ کی بقا وعروج و ارتقا کے لئے جو کوششیں اور کاوشیں انجام دی ہیں وہ تاریخ کے صفحات پر آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

پیدائش

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ دو شنبہ ۱۳۱۲ھ، ۱۸۹٤ء کو ضلع مرادآباد اتر پردیش کے قصبہ بھوجپور میں ظہور فرمایا۔ اور آپ کے دادا جان نے آپ کا نام دہلی کے مشہور محدث

شاہ عبد العزیز کی نسبت پر عبد العزیز رکھا، اور فرمایا: میرا ”یہ بچہ انشاءاللہ عالم دین بنے “گا۔

ابتدائی تعلیم

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے ابتدائی تعلیم اور حفظ قرآن کی تکمیل اپنے والد ماجد غلام نور علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔

جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخلہ

حافظ ملت علیہ الرحمہ نے تقریباً ۱۳۳۹ھ میں جامعہ نعیمہ مرادآباد میں داخلہ لیا اور تین سال تک تعلیم حاصل کی، مگر اب علم کی پیاس شدت اختیار کر چکی تھی جسے بجھانے کے لئے کسی علمی سمندر کی تلاش تھی۔

۱۳٤۲ھ محفل آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوا جس میں مشہور معروف اور نامور علماء تشریف لائے جس میں حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کو بھی مدعو کیا گیا۔

حضور حافظ ملت نے موقع کو غنیمت جانا اور حضور صدر الشریعہ کی بارگاہ میں درخواست کی تو حضور صدر الشریعہ نے آپ کو شوِال المکرم میں اجمیر شریف بلایا۔

حضور صدر الشریعہ کی شفقت

حضور حافظ ملت ۱۳٤۲ھ شوّال المکرم میں اجمیر شریف اپنے چند احباب کے ساتھ پہنچے جس میں حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ بھی شامل تھے حضور صدر الشریعہ نے

سب کو جامعہ میں داخلہ دلایا اور تعلیمی سلسلہ شروع ہوا اور حضور حافظ ملت نے تمام تر علوم کی تعلیم پوری دل جمعی کے ساتھ حاصل کی اور حضور صدر الشریعہ کی خدمت میں رہ کر منازل علم طے کرتے رہے، بالآخر حضور صدر الشریعہ کی نگاہ فیض سے ۱۳۵۱ھ میں دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے دستار بندی سے نوازے گئے۔

آپ کے اساتذۂ کرام

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت حافظ محمد نور اور مولانا عبدالمجید بھوجپوری سے حاصل کی اس کے علاوہ
جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں حضرت مولانا عبدالعزیز خان فتحپوری،
حضرت مولانا اجمل شاہ سنبھلی،
حضرت مولانا وصی احمد سہسرامی اور جامعہ معینیہ عثمانیہ (اجمیر شریف) میں حضرت مولانا مفتی امتیاز احمد،
حضرت مولانا حافظ سید حسین اجمیری اور
صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی
جیسے جلیل القدر اساتذہ سے اکتساب علم کیا بالخصوص صدر الشریعہ کی نگاہ کرم سے آسمان علم کے درخشاں ستارے بن کر چمکے۔

مبارک پور میں آمد

جب حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ تحصیل علم سے فارغ ہوئے

تو ایک سال بعد ۱۳۵۲ھ میں آپ کے استاذ حضور صدالشریعہ نے آپ کو بریلی شریف طلب فرمایا۔ حکم نامہ ملتے ہی مرادآباد سے بریلی شریف حاضر خدمت ہوئے۔ حضور صدرالشریعہ نے ارشاد فرمایاکہ میں" ہمیشہ اپنے علاقہ اعظم گڑھ سے دور رہا، اس لئے ہمارے علاقہ پر غیروں کا قبضہ ہوتا جارہا ہے۔ آپ مبارک پور تشریف لے جائیں وہاں مدرسہ مصباح العلوم میں تدریسی خدمات انجام "دیں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے عرض کیا: حضور میں ملازمت نہیں کرنا چاہتا اس پر صدرالشریعہ نے فرمایا: میں نے آپ کو ملازمت کے لیے کب کہا ہے۔ میں تو آپ کو مبارک پور خدمت دین کے لیے بھیج رہا ہوں۔ مشفق استاذ کے ایک اشارے پر حضور حافظ ملت مبارک پور تشریف لائے۔

حضور حافظ ملت میدان تدریس میں

مبارک پور تشریف لانے بعد آپ تدریسی خدمات میں مصروف ہو گئے پوری دل جمعی کے ساتھ میدان عمل کے اس دشوار ترین سفر کو جاری رکھا اور تشنگان علوم نبویہ جوق در جوق آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے گئے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے مدرسہ کے ہر طرف قال اللہ و قال الرسول کی صدائے دلنواز بلند ہونے لگی۔ طالبان علوم نبویہ شوق و ذوق سے دوردراز مقامات سے تشریف لانے لگے جس کی وجہ سے مدرسہ تنگ

دستی کا شکوہ پیش کرنے لگا تھوڑے ہی عرصے میں دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم میں تبدیلی ہو گیا، جس کا سنگ بنیاد ۱۳۵۳ھ میں شیخ المشائخ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں اور حضور صدر الشریعہ علیہما الرحمہ کے مقدس ہاتھوں رکھا گیا، جس میں حضور محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ اور دیگر اکابر علما نے شرکت فرمائی اور اپنی نیک دعاؤں سے ادارے کو نوازا۔

حافظ ملت اخلاق کے پیکر

ایک عالم ربانی، ایک مرشد طریقت، ایک مدرس، ایک خطیب، ایک عظیم اسلامی دانشگاہ کے سربراہ ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنے والے سماجی کارکن بھی تھے۔ ان کا رابطہ انسانی طبقات میں سے ہر طبقہ سے رہتا تھا،اور اپنی حاجات و ضروریات کے لیے ان سے دوست و دشمن ہر طرح کے لوگ ملتے اور جو بھی ان سے مل لیتا وہ ان کی صحبت کا اثر قبول کئے بغیر نہ رہتا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود اس شعر پر پورے طور عامل تھے۔

اخلاق سب سے کرنا تسخیر ہے تو یہ ہے
خاک آپ کو سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے۔

سلطان الاساتذہ ممتاز الفقہاء حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفے قبلہ قادری مدظلہ العالی والنورانی فرماتے ہیں: حضرت کی رفعت اخلاق کا یہ عالم تھا کہ ہر کس و ناکس اپنے آپ کو حضرت کا مقرب و مقبول شمار کرتا، جو لوگ آپ کی ایذا رسانی میں کسر نہ اٹھا رکھتے جب ان سے بھی ملاقات ہوتی تو آپ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے۔

حضور حافظ ملت کے تصنیفی کارنامے

بلاشبہ حضور حافظ ملت ایک جامع صفات شخصیت تھے۔ دیگر بے شمار اوصاف و کمالات کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ایک عظیم مصلح بلند پایہ خطیب اور تحریر و قلم کے رموز و آداب سے واقف ایک مایہ ناز مصنف اور صاحب قلم بھی تھے۔ آپ کی تحریر میں متانت و سنجیدگی اور سلاست و روانی پائی جاتی ہے آپ قرطاس و قلم اور تصنیف و تالیف کو دین و سنیت کے استحکام و فروغ کا ایک مستحکم ذریعہ سمجھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ فکری و عملی اعتبار سے آپ اس میدان میں پیش پیش رہے۔

معارف حدیث، الارشاد، المصباح الجدید، فتاوی عزیزی، ارشاد القرآن، انباءالغیب، فرقہ ناجیہ اور حاشیہ شرح مرقات وغیرہ تصنیفات آپ کے رشحات قلم کی اہم یادگار ہیں۔

آپ کے تلامذہ

آپ کے تلامذہ میں سے ہر ایک آسمان علم کا درخشندہ ستارہ ہے، جن کی تعداد یقیناً ہزاروں میں ہوگی ان میں سے چند پر اکتفا کرتا

ہوں۔
فقیہ اعظم ہند علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ،
نائب حافظ ملت علامہ عبدالرؤف بلیاوی علیہ الرحمہ،
قائد اہلسنت رئیس القلم علامہ ارشدالقادری علیہ الرحمہ،
بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ،
خطیب البراہین علامہ مفتی صوفی محمد نظام الدین بستوی علیہ الرحمہ،
بانی دارالعلوم امجدیہ
حضرت علامہ ظفر علی نعمانی،
ادیب اہلسنت مفتی مجیب الاسلام اعظمی،
علامہ بدرالقادری علیہ الرحمہ،
خیر الاذکیا صدر العلماء علامہ محمد احمد مصباحی،
دور حاضر میں ممتاز الفقہا سلطان الاساتذہ امیر المومنین فی الحدیث نائب قاضی القضاۃ فی الہند حضور محدث کبیر علامہ مفتی ضیاءالمصطفے قبلہ مدظلہ العالی سربراہ اعلیٰ طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ گھوسی بطور خاص ذکر ہیں۔

آپ کی خلاف واجازت

آپ کو شرف بیعت حضرت شیخ سید علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ سے حاصل ہے۔ انہوں نے مرید کر کے خلافت سے نوازا۔ حضور حافظ ملت کے استاذ محترم حضرت صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے بھی آپ کو خلافت و اجازت حاصل ہے اس طرح آپ اشرفیت اور رضویت

کے سنگم بن گئے تھے۔ حضور حافظ ملت سے سلسلہ امجدیہ کی توسیع و اشاعت سلسلہ اشرفیہ کی بہ نسبت زیادہ ہوئی ہے۔

حافظ ملت کے ملفوظا

جسم کی قوت کے لئے ورزش اور روح کی قوت کے لئے تہجد ضروری ہے۔

جب سے لوگوں نے خدا سے ڈرنا چھوڑ دیا ہے تو ساری دنیا سے ڈرنے لگے ہیں۔

بلا شبہ ایسی تعلیم جس کی تربیت نہ ہو بے سود ہی نہیں بلکہ نتیجتاً مضر (نقصان دہ) ہوتا ہے۔

احساس ذمہ داری سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔

وصال پر ملال

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے ۷۴ برس کی عمر پاکر ۱ ایک جُمادی الاخرہ ۱۳۹۶ھ مطابق ۳۱ مئ ۱۹۷۶ء بروز دو شنبہ داعئ اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی آخری آرام گاہ الجامعۃ الاشرفیہ کے صحن میں قدیم دارالاقامہ کے مغربی جانب اور عزیزالمساجد کے شمال میں واقع ہے۔

اللہ تبارک و تعالی ہمیں ان مقدس ترین ہستی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے صدقے ہماری مغفرت فرمائے آمین۔

(حیات حضور حافظ ملت)

جس نے پیدا کئے کتنے لعل و گہر
حافظ دین ملت پے لاکھوں سلام

حضور حافظ ملت دین کے بے لوث خادم

محمد آصف امجدی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

اللہ رب العزت کا بے پناہ احسان ہے کہ وہ اپنے بندوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا ہر وقت اس کے فرشتے اس کے بندوں کی حفاظت میں لگے رہتے ہیں، اس کی رحمت اس کے نیک بندوں کو ڈھانپے رہتی ہے۔

انہیں نیک بندوں میں سے ایک جماعت علمائے کرام کی ہے جن کو ورثۃ الانبیاء فرمایا گیا ہے اور یہی وہ مبارک جماعت ہے جس کے بارے میں حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا کہ ان کے لیے سمندر کی مچھلیاں اور سوراخ کے اندر چوٹیاں مغفرت کی دعا کرتی ہیں۔ مگر اللہ کے وہ بندے جو راہ خدا سے بھٹکے ہوئے ہیں جن کو شیطان اپنا لقمہ بنا لیتا ہے اور یہ ان کی زد میں آکر گناہوں میں ملوث رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے انبیاء کرام کی پاکیزہ جماعت کو مبعوث فرمایا۔ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تک جملہ انبیاء کرام کا یہی مقصد رہا کہ بے راہ روی بندوں کو صراط مستقیم پر گامزن کریں، بندوں تک پیغام خداوندی پہنچائیں، مگر جب اللہ ربّ العزت نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت کا سلسلہ منقطع فرما دیا اور خاتم النبیین کہ کر اس پر مہر کر دی کہ اب صبح قیامت تک کوئی نیا نبی تشریف نہیں لا سکتا،

تو جب رخ انور نے نگاہ بشریہ سے پردہ کیا، تو اب کون اللہ کا پیغام اس کے گناہگار بندوں تک پہنچائے، کون ان گناہگار بندوں کو گناہوں کے دلدل سے کھینچ کر صراط مستقیم پر گامزن کرے، کون ان کو شیطان سے بچنے کی تدبیر بتائے؟ وہ وہی مقدس جماعت ہے جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں، یہ وہی نفوس قدسیہ ہیں جو نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ظاہری کے بعد پیغام خداوندی، اللہ سبحانہ وتعالی کے بندوں تک پہنچاتے ہیں۔

انہیں مقدس جماعت میں سے، جماعت اہل سنت کے قائد، پیشوائے اہل سنت حافظ ملت ابو الفیض جلالۃ العلم علامہ الشاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی ثم مبارک پوری کا نام نہایت جلی حروف میں لکھا جاتا ہے۔

آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت دین اور خدمت خلق کے لئے وقف تھا، تحفظ اوقات میں آپ نہایت درجہ مستعد تھے، دینی اجلاس میں شرکت فرماتے تو فرصت اول میں واپسی کی پوری پوری کوشش فرماتے، اور جامعہ اشرفیہ آتے ہی درس میں مصروف ہو جاتے، ایک منٹ کی تاخیر آپ کو گوارا نہیں تھی، یہی تو وجہ ہے کہ آپ کے حلقہ درس میں بہت برکتیں تھیں جو اور کہیں دیکھنے کو نہیں ملتی۔

آپ بخاری شریف کی دونوں جلدیں بالاستیعاب پڑھاتے، سال کے آخری حصہ میں اگر وقت کم پڑتا تو اوقات مقررہ کے

علاوہ صبح و شام درس دیتے حتی کہ جس دن آپ کا وصال مبارک ہوا اس دن بھی آپ نے بخاری شریف کا درس دیا۔
ایک بار آپ نے فرمایا" وقت کم ہے اور کام "زیادہ اس لئے آپ کوئی لمحہ ضائع نہیں ہونے دیتے۔ خالی وقتوں میں تلاوت قرآن مجید کرتے یا ذکر میں مشغول رہتے۔ ایک مرتبہ بیماری کے عالم میں کچھ عشاقوں نے عرض کیا: حضرت! آپ کچھ آرام فرما لیں اور کچھ ایام کے لئے سفر منقطع کر دیں تاکہ طبیعت بحال ہو جائے۔ تو آپ نے فرمایا جب" دین کے کاموں کے لئے میں نکلتا ہوں تو مجھے آرام ملتا "ہے۔

طلبہ کو خدمت دین کی تلقین

جلالۃ العلم حضور حافظ ملت اپنے طلبہ کے لیے صرف ایک شاندار معلم ہی نہیں تھے، وہ ان کے مربی و کفیل اور مسیحا بھی تھے، انہیں دور طالب علمی میں کس طرح رہنا ہے، میدان عمل میں اترنے کے بعد کس طرح کامیابی کو اپنے گلے کا ہار بنانا ہے وغیرہ، ہر جہت سے نصیحت کرتے، کامیابی کے پہلو کو سیکھاتے

جامعہ اشرفیہ کے ایک فاضل فراغت کے چند سال بعد تدریسی خدمت کے دہر میں حضرت کے پاس آئے حصول برکت اور طلب دعا کے ساتھ ساتھ کچھ اور اوراد وظائف کی اجازت طلب کی حضرت نے اجازت دیدی۔ وہ دو قدم آگے بڑھے پھر عرض کیا کہ حضور دلائل الخیرات شریف کی اجازت عطا ہو۔

فرمایا: صوفی نہیں بننا ہے خدمت دین کے لیے پڑھایا ہے۔
(معارف حافظ ملت ۵۷)صفحہ:

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور حافظ ملت کے دل میں کس قدر خدمت دین کا جزبہ موجزن تھا، آپ نے اپنی پوری زندگی دین متین کے لیے وقف کردی تھی اور ایسے ایسے شاندار تلامذہ کو اپنے درس فیض سے عوام الناس کو دیا، جو اب بھی بخلوص خدمت دین متین کے لیے سرگرداں ہیں۔

اشرفیہ کی اساس کا مقصد

اشرفیہ کی اساس کا مقصد فقط ایک رسمی درجہ کا دار العلوم قائم نہیں کرنا تھا، بلکہ دینی اسلامی تعلیم میں ایک انقلاب برپا کرنا، دینی تعلیم کی حیات اور اسلامی طرز معاشرت کے ساتھ ہم آہنگ بنا تھا، اور ایسے صاحب الزمان، بالغ نظر اور ماہر علماء کی ٹیم تیار کرنی تھی جو بگڑے ہوئے زمانے میں اسلام اور مسلمانوں کی جدید ضرورتوں کی تکمیل کے ساتھ مسلمانوں کی علمی و دینی رہنمائی کا فرئضہ انجام دے سکیں۔
حضور حافظ ملت سے جب انٹرویو لیا گیا اس میں یہ سوال پوچھا گیا کہ حضور'' آپ الجامعۃ الاشرفیہ کو کیسا دیکھنا چاہتے ''ہیں فرمایا:
'' میں یہ چاہتا ہوں کہ الجامعۃ الاشرفیہ کے فارغین سنی علماء ہوں۔

وہ ہندی، انگریزی، عربی میں صاحب قلم وہ صاحب لسان ہوں جو اپنے ملک ہندوستان اور دوسرے ممالک میں مذہب حق اہل سنت کی کما حقہ اشاعت و خدمت کر سکیں۔
میں الجامعۃ الاشرفیہ کو ایسی منزل پر دیکھنا چاہتا ''ہوں۔
(حافظ ملت نمبر صفحہ ۷۷)

میری'' تمنا اور خواہش یہ ہے کہ یہاں علوم اسلامیہ اور فنون متداولہ تعلیم تو ہو ہی لیکن یہاں کے فارغ التحصیل علماء و فضلاء عربی زبان و ادب نیز انگلش زبان و ادب میں اتنے اونچے مقام پر فائز ہو جائیں یا اتنی اعلی صلاحیت کے مالک ہو جائیں کہ دنیا کے کونے کونے میں دعوت و تبلیغ اور نشر علوم کے فرائض سے سبکدوش ہونے میں کوئی دقت محسوس نہ کر سکیں ''
(حافظ ملت افکار اور کارنامے صفحہ ۳۶)

حضور حافظ ملت حضور صدرالشریعہ کی بارگاہ میں

عمران احمد امجدی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

تاریخ اسلامی کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں کچھ نفوس قدسیہ ایسے بھی ہوئے ہیں کہ ایک زمانہ ان پر فریفتہ رہا اور وہ مرجع عالم رہے، بفضلہ تعالی انہیں اس قدر اعلی مراتب نصیب ہوئے کہ زمانہ کے اکابر اور خود ان کے شیوخ و اساتذہ نے ان کی ناز برداریاں اٹھائیں۔

انہیں پاک طینت، خوب سیرت، بلند ہمت ذوات قدسیہ میں ایک ذات ماضی قریب میں ہم کو ایسی بھی ملتی ہے۔ جس نے عالم کو اپنے علم و عمل کی نورانیت سے منور کیا، ہزاروں تشنگان علوم نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی پیاس کو بجھایا۔ اصاغر ان کے خوشہ چیں رہے، اکابرین ان کی مدح و ستائش میں رطب اللسان رہے، میری مراد خلیفہ حضور صدرالشریعہ جلالۃ العلم حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی ثم مبارکپوری ہیں۔

آپ کی علمی صلاحیت اور فنی لیاقت کا ایک جہاں معترف ہے جس کی شہادت اور گواہی آپ کے شیوخ و اساتذہ اور معاصرین و تلامذہ نے بڑے پیارے انداز میں بارہا دی ہے۔ ان پاکباز ہستیوں میں تن تنہا فقیہ اعظم ہند صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان کے تاثرات ہی آپ کی ذات کے عدیم المثال اور عظیم الشان ہونے کے لئے کافی و وافی ہیں۔

صدرالشریعہ کی صحبت

۱۳۴۲ھ میں آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد میں منعقد ہوئی جس میں مشہور و معروف اور نامور علمائے اہلسنّت تشریف لائے، جن میں صدرالشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ و الرضوان بھی شامل تھے۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے موقع دیکھ کر صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں درخواست کی تو آپ رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا: شوال المکرم سے اجمیر شریف آجائیں مدرسہ معینیہ میں داخلہ دلوا کر تعلیمی سلسلہ شروع کرادوں گا۔

صدرالشریعہ کی شفقت

شوال المکرم ۱۳۴۲ھ میں حافظ ملت علیہ الرحمۃ و الرضوان اپنے چند ہم اسباق دوستوں کے ساتھ اجمیر شریف پہنچے ان میں امام النحو حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ شامل تھے، چنانچہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے سب کو جامعہ معینیہ میں داخلہ دلوادیا، تمام درسی کتابیں دیگر مدرسین پر تقسیم ہوگئیں مگر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ از راہ شفقت اپنی مصروفیات سے فارغ ہوکر شرح تہذیب اوراصول الشاشی کا درس دیا کرتے۔
علمِ منطق کی کتاب حمد'' ''اللہ تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معاشی پریشانی اور ذاتی مصروفیت کی وجہ سے مزید تعلیم جاری نہ رکھنے کا ارادہ کیا اور دورۂ حدیث پڑھنے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے شفقت سے فرمایا: آسمان زمین بن سکتا ہے، پہاڑ اپنی جگہ سے ہل سکتا ہے لیکن آپ کی ایک کتاب بھی رہ جائے ایسا

ممکن نہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنا ارادہ ملتوی کیا اور پوری دل جمعی کے ساتھ صدرالشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہ کر منازل علم طے کرتے رہے بالآخر استاد محترم قبلہ صدرالشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ فیض سے ۱۳۵۱ بمطابق 1932 میں دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف سے دورۂ حدیث مکمل کیا اور دستار بندی ہوئی۔

صدرُالشریعہ کے حکم کی تعمیل

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فارغُ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصے بریلی شریف (یوپی ہند) میں حضور صدرُ الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی خدمت میں رہے۔ شوال المکرم ۱۳۵۲ میں حضرت صدرُ الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو مبارک پور(ضلع اعظم گڑھ یوپی) میں دَرس و تدریس کا حکم دیا توآپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: حضور! میں ملازمت نہیں کروں گا۔ صدرُ الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا:
میں نے ملازمت کو کب کہاہے؟
میں توخدمتِ دین کے لئے بھیج رہا ہوں۔
حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے حضور صدررالشریعہ کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے ۲۹ شوال المکرم ۱۳۵۲ بمطابق ۱۴ جنوری 1934 کو مبارکپور پہنچےاور مدرسہ اشرفیہ مصباحُ العلوم(واقع محلہ پرانی بستی) میں تدریسی خدات میں مصروف ہوگئے۔

صدر الشریعہ اور حافظِ ملت

حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ حضور حافظ ملت کو اپنی اولاد کی طرح چاہتے تھے ان کی تعلیم و تربیت میں آپ ہمہ وقت کوشاں رہتے اور فرماتے۔ کچھ "بھی ہو جائے عبدالعزیز کا ایک سبق بھی نہیں چھوٹ" سکتا حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اپنے آپ کو اپنے مربی استاذ معظم اور مرشد اجازت سرکار صدرالشریعہ کا آئینہ بنالیا تھا اور وہ بہر طور پر صدرالشریعہ کا مظہر اتم بن گئے تھے۔

حضور صدر الشریعہ کی بارگاہ کا ادب

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں ہمیشہ دو زانو بیٹھتے۔ حضور صدر الشریعہ کسی ضرورت سے کچھ دیر کے لیے کہیں تشریف لے جاتے تو سب لوگ کھڑے ہو جاتے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ جب کمرے سے باہر ہوجاتے تو سب لوگ بیٹھ جاتے پھر وقت واپسی سب لوگ کھڑے ہو جاتے مگر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کے واپسی تک ہاتھ باندھے کھڑے ہی رہتے، جب حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ واپس آکر تشریف فرما ہو جاتے اس کے بعد حافظ ملت علیہ الرحمہ پھر دو زانوں بیٹھتے۔

صدر الشریعہ کی خدمت گزاری

مبارکپور تشریف لانے کے بعد حضور حافظ ملت کو

جب بھی یہ خبر ملتی کہ صدرالشریعہ رضی المولی تعالی عنہ وارضاء عن سٹھیائوں اسٹیشن سے فلاں دن فلاں ٹرین سے گزرنے والے ہیں تو کھانا لے کر ضرور جاتے۔
حضور صدرالشریعہ فرماتے ہیں کہ زندگی میں دو ہی باذوق پڑھنے والے ملے۔ ایک مولوی سردار احمد (محدث اعظم پاکستان) اور دوسرے حافظ عبد العزیز(حافظ ملت) حضور صدررالشریعہ کی ذات معمولی ذات نہیں یہ وہ ہستی ہے جن کی علمی قابلیت پر سرکار اعلیٰ حضرت کو بھی بھروسہ تھا۔ اتنی معتمد و مستند ہستی اگر اپنے کسی شاگرد کے بارے میں تعریفی کلمات کہے تو ہر علم دوست اس ہستی کے علم کا اندازہ لگا سکتا ہے۔

حضور صدرالشریعہ سے خلافت واجازت

حضور حافظ ملت کو اعلیٰ حضرت مولانا سید اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل ہے انہوں نے مرید کر کے اجازت و خلافت سے بھی نوازا۔
اور آپ کو اپنے استاذ محترم حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ سے بھی اجازت و خلافت حاصل ہے ۔

وصال مبارک

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا وصال مبارک ۸٤ سال کی عمر پاکر ۱ جُمادی الاخرہ ۱۳۹٦ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۷٦ء بروز دو شنبہ وصال ہوا۔

آپ کی آخری آرام گاہ الجامعۃ الاشرفیہ کے صحن میں قدیم دارالقامہ کے مغربی جانب عزیز المساجد کے شمال میں واقع ہے۔

رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ان مقدس ہستیوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ان کے صدقے ہماری مغفرت فرمائے آمین ثم آمین۔

جس نے پیدا کئے کتنے لعل و گہر
حافظ دین و ملت پہ لاکھوں سلام
(حیات حضور حافظ ملت)

حافظِ ملت اور قرطاس و قلم

محمد وسیم امجدی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

نٓ والقلم وما یسطرون

فرما کر رب عظیم نے قلم کی عظمت و تقدیس اور اس کی قوت و افادیت کو واضح فرما دیا۔
حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ تحریر کی اہمیت و افادیت اور طاقت و قوت سے خوب واقف تھے۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا: تقریر سب سے آسان کام ہے،اس سے مشکل تدریس،اور سب سے مشکل تصنیف۔ اسی لئے حضرت کی خدمت میں جب کوئی نئی کتاب پیش کی جاتی تو اتنا خوش ہوتے کہ کسی دوسری چیز میں اتنی خوشی نہیں ہوتی۔(حافظ ملت نمبر،ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور ص ٤١١)
حضور حافظ ملت کو رب العالمین نے اور خوبیوں کے ساتھ ساتھ تحریر کی بھی خوبی عطا فرمائی تھی۔ انہیں نثر لکھنے پر بڑی قدرت تھی البتہ دیگر دینی و علمی کاموں کی مصروفیات کے سبب اس میدان میں وہ نمایاں نہ ہو پائے لیکن جو کچھ لکھا ہے اسی سے آپ کی قلمی تب و تاب اور توانائی کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ آپ کی تصنیفات فقہ،حدیث وعقائد سے متعلق ہیں اور موضوع و فن کے اعتبار سے اسلوب اختیار

کیا ہے۔یہ تو ظاہر ہے کہ دینی و علمی تصنیف میں نثر نہ لکھ کر حتی الامکان دور کی رائج زبان کو اختیار کرکے توضیح و استدلال ایجاز و اختصار وغیرہ کے توسط سے قاری تک اپنا مدعی بآسانی پہنچا سکے اور سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

حضور حافظ ملت نے نفس مضمون کے اعتبار سے اسلوب اختیار کیا ہے اور ان کے متنوع اسالیب میں ایک قدر مشترک موجود رہتی ہیں اور وہ ہے حسن تحریر اور لطف مطالعہ کی کیفیت۔

حضور حافظ ملت کو اگرچہ تدریس و تربیت، تعمیر شخصیت اور الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر اور اس کے نظم و نسق نیز دیگر دینی خدمات کی وجہ سے تصنیف و تالیف کا موقع نہ مل سکا مگر آپ کے نزدیک تصنیف و تالیف اور تحریری کاموں کی جو اہمیت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آخر عمر میں اس بات پر سخت افسوس اور قلق کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔کہ ان سے قابل قدر کام نہ ہو سکا۔ایک مرتبہ بڑے افسوس کے ساتھ فرمایا: ”مجھے لوگوں نے کسی کام کا نہ رکھا غیر اہم اور غیر ضروری کاموں میں مجھ کو ایسا الجھا دیا کہ لکھنے کا کام خاطر خواہ نہ ہو سکا جس کا مجھے افسوس ہے،حالانکہ اوائل عمر میں میرا قلم نہایت برق رفتار تھا اور اب نہ وہ قوت و دماغ ہے اور نہ ہی فرصت اس لیے اب میرا مطمح نظر اور میری زندگی کا مقصد صرف اور صرف الجامعۃ الاشرفیہ کی تکمیل ہے۔(ایضاً ص ۴۱۲)

ایک مرتبہ آپ کے تلمیذ عزیز حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی آپ کے تصنیفی سرمایہ کے سلسلے میں اپنی تمنا کا اظہار کیا تو ارشاد فرمایا: ''بفضلہٖ تعالیٰ تصنیفی صلاحیت مجھے ضرور ملی اور قلم کی قوت بھی۔ پھر فرمایا: کیا کہوں! بہرحال مجھے لکھنے پر قدرت تھی جس کا نمونہ المصباح الجدید، ارشاد القرآن، معارف حدیث وغیرہ ہیں لیکن قوت تصنیف کے باوجود ہمیشہ عوائق و موانع درپیش رہے اور مصروفیات نے گھیرے رکھا جس کے باعث میں کچھ نہ لکھ سکا۔

ایک طالب علم نے مرقات کی شرح (جو قاضی مبارک کے درجے میں ہے) پڑھنا شروع کی اور ان کے اصرار پر میں نے شرح مرقات کا حاشیہ لکھنا شروع کیا مگر طالب علم موصوف فراغت حاصل کرکے چلے گئے جس کے باعث یہ حاشیہ ناتمام رہ گیا پھر کوئی ایسا باذوق طالب علم مذکورہ کتاب پڑھنے والا نہیں ملا کہ اس کے لیے حاشیہ کی تکمیل ہو سکے''۔ (ایضاً ص ۱۷۶)

حضور حافظ ملت نے اپنی نگارشات کا کوئی بڑا ذخیرہ نہیں چھوڑا مگر آپ نے تصانیف، تقاریظ، مکاتب اور نقول معائنہ کی شکل میں جو تحریری سرمایہ عطا کیا وہ اپنی کیفیت کے اعتبار سے بڑی گراں قدری کا حامل ہے، آپ نے جب بھی تصانیف و تالیف کے لئے قلم اٹھایا علم

و ادب کے اعلیٰ معیار کے مطابق لکھا اور صفحات قرطاس پر اپنی قلم حق رقم سے حسب موقع علم و فضل و ادب کے لعل و گوہر تو لٹائے ہیں البتہ قرطاس و قلم کی پرورش کا جو فریضہ انجام دیا اسے دیکھنا ہے تو ہندو سندھ لے کر یورپ و امریکہ و افریقہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔فرزندان اشرفیہ کے علمی و قلمی کاموں کو دیکھ لیجیے کہاں کہاں ان چراغوں (مصباحی افاضل) سے روشنی نہیں ہے۔کیسے کیسے علم و فن وادب کے رمزشناس،کیسے کیسے مصنف و ادیب و شاعر و نقاد،میدان درس و تدریس کے کیسے کیسے نامور شہسوار اور کشور تبلیغ و خطابت کے کج کلاہ اور تاجدار پائے جاتے ہیں۔

الجامعۃالاشرفیہ کے جشن تاسیس کے زریں موقع پر دارالعلوم اشرفیہ کے ابنائے قدیم کے مجمع کو خطاب کرتے ہوئے حضور حافظ ملت نے جو فرمایا تھا وہ سچ ہی فرمایا تھا۔

اشرفیہ کی کاغذی اخبارات و اشتہارات تو شائع نہیں کیے لیکن (حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی،مولانا شاہ سراج الہدیٰ گیاوی،حضرت علامہ ارشد القادری،حضرت علامہ ضیاء المصطفی قادری،مولانا قمرالزماں اعظمی اور دیگر ممتاز شاگردوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) یہ سب وہ زندہ و جاوید اخبارات ہیں جو بڑے اہتمام کے ساتھ خون جگر کی سرخیوں سے شائع کیے ہیں ۔(حافظ ملت افکار و کارنامے ص ٦٣، ٦٤

ایجاز و اختصار

حضور حافظ ملت کی خصوصیت تحریر ایجاز و اختصار بھی ہے،وہ غیر ضروری باتوں کو نظر انداز کرکے ٹھوس اور دل لگتی بات بیان کرتے ہیں سادہ بیانی اور روزمرہ کے استعمال کے ساتھ منتخب الفاظ کا استعمال آپ کی عبارت میں چمک اور بہتری پیدا کر دیتا ہے۔

مندرجہ ذیل اقتباسات دیکھیے:-

لیگ" کا اسلام صرف کاغذی اور گورنمنٹی اسلام ہے کیونکہ قادیانی ،رافضی، دیوبندی ،نیچری تمام کفار مرتدین لیگ کے نزدیک مسلمان ہیں"۔(الارشاد ص۵)

کس قدر اختصار کے ساتھ دو ٹوک بات کہہ دی اور استدلال کے ساتھ لیگ کے اسلام کو کاغذی ثابت کر دیا۔

۲۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب (عطائی) کہ اثبات میں استدلال و اعتدال اور اختصار و اعجاز ملاحظہ کیجئے۔ دوسری آیت

قل لا يعلم من في السماوات والارض الغيب الا اللّٰه

کہہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔اس آیت میں غیر خدا سے غیب جاننے کی نفی اور اللہ تعالی کے لئے بطور حصر اس کا اثبات ہے تو لا محالہ غیر خدا سے جس غیب کی نفی کی گئی ہے وہی اللہ تعالی کے لیے ثابت اور اللہ عزوجل کا علم ذاتی غیر متناہی ہے لہذا اسی علم

ذاتی غیر متناہی کی غیر خدا سے نفی ہوئی اور اگر آیت میں غیر خدا سے علم عطائی متناہی کی نفی مانی جائے تو وہی اللہ تعالی کے لیے ثابت ہوگا اور لازم آئے گا کہ اللہ عز و جل کا علم عطائی متناہی ہو یہ محال و باطل ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ آیات نفی میں علم ذاتی غیر متناہی مراد ہے اور آیات اثبات میں عطائی ہونا ظاہر اور متناہی اس لیے کہ غیر متناہی کی عطا محال ہے لہذا دونوں قسم کی آیتوں کو ملانے سے آیات خود بتا رہی ہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا (انباء" الغیب ۲۵)ص۲٤,

اس اقتباس میں قرآنی آیت کی شمولیت سے وقار بھی پیدا ہو گیا ہے اور استدلال کی توانائی بھی داخل ہو گئی ہے۔

اس وقت ملک و بیرون ملک علماء کی سب سے بڑی تعداد حافظ ملت کے تلامذہ کی ہے، ادبا، مصنفین اور بانیان ادارہ بالخصوص اشاعتی و تصنیفی اداروں کے بانی زیادہ تر حضور حافظ ملت کے تلامذہ میں پائے جاتے ہیں آج اگر شمار کیا جائے تو تلامذہ حافظ ملت اور ان کے تلامذہ کے تلامذہ کی تصانیف ہزار سے زائد ہو جائے گی،یوں ہی تصنیفی اشاعتی ادارے بھی سو سے زائد ہوں گے۔

تصانیف کے آئینے میں

حضور حافظ ملت نے حسب ذیل تصنیفات یادگار چھوڑی ہیں

۱- ارشاد القرآن

۲- معارف حدیث

۳- انباء الغیب

۴- فرقہ ناجیہ (جنتی فرقہ)

۵- المصباح الجدید

۶- العذاب الشدید لصاحب مقامع الحدید

۷- الارشاد

۸- فتاویٰ حافظ ملت

حضور حافظ ملت کے اقوال زریں

محمد عمر غزالی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس دنیا میں آکر اس اہم ترین حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہیں کہ ہم بڑے محدود وقت کے لیے اس دنیا میں آئے ہیں۔ اور اس کے بعد ہمیں اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوجانا ہے۔ انھیں اس بات کا ہمیشہ احساس رہتا ہے کہ دنیا کی زندگی بار بار نہیں ملتی، صرف ایک بار ہی ملتی ہے، اس لیے وہ زندگی کے ایک ایک دن بلکہ ایک ایک لمحہ سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں، وہ اپنی حیات مستعار کی ہر ہر گھڑی سے اللہ ربُّ العزت کی لافانی رضا اور خوشنودی حاصل کرتے ہیں، اور ایسے کام کر جاتے ہیں جن سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں۔

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے بندہ فرائض کے بعد نوافل ادا کرکے میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں، اور جب محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی سمع ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی بصر ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے۔حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان بھی انھیں محبوب بندوں کے زمرے میں

داخل ہیں، جن کی زبان سے کوئی کلام جاری ہو جاتا تو اللہ تبارک وتعالی اس کی ایسی لاج رکھ لیتا ہے کہ وہ اقوال و بیان قیامت تک کے لیے مینارۂ نور و ہدایت بن جاتے۔ آپ کی زبان میں اللہ عزوجل نے ایسی برکتیں رکھ دی ہیں کہ آپ کے ارشادات کا ایک ایک لفظ سامعین کے دل و دماغ میں اتر جاتا ہے، ان کے ایک ایک ارشاد پر مرتب ہونے والے نتائج و اثرات دیکھ کر آدمی کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

حضور حافظ ملت علم و حکمت کے بحر بیکراں اور عظیم مصلح دین و ملت تھے، ان کی زندگی کا ہر ہر لمحہ ملت کی تعمیر میں گزرا۔ آپ نے عوام و خواص کی ذہنی تربیت، اور انھیں نور آگہی عطا کرنے، اور اپنے تلامذہ و مسترشدین کو فکر عمل کی صالح جہات سے روشناس کرانے کے لیے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ علم و حکمت اور فکر و فن کے تابناک موتی ہیں۔

ذیل میں حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے کچھ اقوال و ارشادات نقل کیے جاتے ہیں، جنھیں بالاستیعاب مطالعہ کر کے اپنی زندگی کا جزوِ لازم بنائیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

- عزیز الخلائق ہونے کے لیے کسب کمال ضروری ہے۔
- عقل مند وہ ہے جو دوسروں کے تجربوں سے فائدہ اٹھائے۔
- خود کو تجربہ گاہ بنانا عمر کو ضائع کرنا ہے۔
- میرے نزدیک مخالفت کا جواب کام ہے۔
- کام کرو نام کی پروا نہ کرو نام تو ہو ہی جائے گا۔
- ہر دل عزیزی چاہو تو باکمال بنو۔
- بد اعمالی سببِ ذلت اور باعث ہلاکت ہے۔
- قلب کی زندگی ذکر و فکر ہے۔
- محبت رسول ہی محبت خدا ہے۔
- کتاب جب سینے سے لگائی جائے تب اترے گی۔
- مشیت ایزدی و قضائے الٰہی میں چارہ نہیں، مشیت ایزدی میں صبر ہی شان زندگی ہے۔
- حقیقی مساوات صرف اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔
- مومن کے جوہر اخلاق سے یہ بھی ہے کہ دوسروں کو حقیر و ذلیل نہ سمجھے، اپنی برتری اور تفوق کا خواب نہ دیکھے، اپنی عزت کچھ نہیں، اصل عزت دین کی عزت ہے، وہ عزت کس کام کی جو دین کی عظمت کے لیے استعمال نہ ہو۔
- ہوشیار طلبہ وہ ہیں جو اساتذہ سے علم کے ساتھ ساتھ عمل بھی سیکھتے ہیں۔
- آرام طلبی تخریبِ زندگی ہے۔ ضرورت سے زیادہ آرام کرنا زندگی کو برباد کرنا ہے۔

- زندگی وہ ہے جو کسی دوسرے کے کام آسکے۔
- اتفاق زندگی ہے اختلاف موت۔
- زمین کے اوپر کام زمین کے نیچے آرام۔
- احساس ذمہ داری سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔
- جسم کی قوت کے لیے ورزش اور روح کی قوت کے لیے تہجد ضروری ہے۔
- تضییع اوقات بڑی محرومی ہے۔
- جس کی نظر مقصد پر ہوگی اس کے عمل میں اخلاص ہو گا ، اور کامیابی اس کے قدم چومے گی۔
- ایسی تعلیم جس میں تربیت نہ ہو بے سود ہی نہیں بلکہ نتیجتاً مضر ہے۔
- مخالفتِ نفس تمام عبادتوں کا سرچشمہ ہے۔
- بدن کی سلامتی کم کھانے میں، اور روح کی سلامتی ترکِ گناہ میں، اور دین کی سلامتی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں درود بھیجنے میں ہے۔
- اتفاق طاقت ہے، اتفاق زندگی ہے، اتفاق کامیابی ہے۔ نا اتفاقی کمزوری ہے، نا اتفاقی موت ہے، نا اتفاقی ناکامی ہے۔
- سفر اور سقر میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔
- اللہ پر توکل کرنے والا دونوں جہاں میں سربلند ہوتا ہے۔
- جب سے مسلمانوں نے اللہ سے ڈرنا چھوڑ دیا ہے ساری دنیا سے ڈرنے لگے ہیں

• تمام افعال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ جیسی نیت ویسا ہی عمل، نیک نیتی سے عمل مقبول ہے اور باعث اجر و ثواب ہے۔ بد نیتی سے عمل مردود ہے، موجب عذاب و عتاب ہے۔ قول ہو یا فعل، اخذ ہو یا ترک،از قبیل عبادت ہو یا معاملات کسی عمل پر بھی اجر و ثواب کا حصول حسن نیت پر موقوف ہے۔ اصول دین میں یہ اصل عظیم اصل الاصول ہے۔

• نورِ ایمان سے جب مومن کا دل جگمگا اٹھتا ہے اس کا پاکیزہ اثر روحانیت پر اس درجہ پڑتا ہے کہ روح مرتبۂ کمال پر پہنچتی ہے۔ حیوانیت و درندگی اور لوازمِ بہیمیت کافور ہو جاتی ہے۔ اس وقت انسان اخلاق حمیدہ سے آراستہ و پیراستہ ہو کر انسانِ کامل ہوجاتا ہے۔ اور اپنے خالق و مالک کو خوب پہچانتا ہے۔ اس کی طاعت و عبادت میں خوب لذت پاتا ہے، پیکر اخلاص بن جاتا ہے، جو کام کرتا ہے رضائے الٰہی اور خوشنودی خداوندی ہی مقصود ہوتی ہے۔ زبان اور ہاتھ ہی کیا جسم کے تمام اعضا حکمِ الٰہی کے ما تحت ہی کارفرما رہتے ہیں۔ حرکت و سکون خوشنودی معبود کے لیے ہوتا ہے۔

• نماز حضور قلب کے ساتھ پڑھی جائے۔ نماز کے وقت اعضائے بدن کا قبلہ کعبہ معظمہ ہوتا ہے، اگر ادا اس کی طرف نہ ہو تو نماز درست نہیں ہے۔ اسی طرح دل کا کعبہ ذات

خداوند قدوس ہے، اگر دل اپنے کعبہ سے پھر جائے تو یہ نماز کیسے درست ہوگی؟

• الٰہی عظمتوں اور رفعتوں کے سامنے سر نیاز جھکانا ہی شان بندگی ہے۔ اس مالک و مولا تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی نیاز مندی اور قربانی پیش کرنا ہی سرمایۂ عبودیت ہے۔ عبد و معبود کا رشتہ و علاقہ وہ ہے کہ جان و مال، عزت آبرو ہر چیز قربان کی جاسکتی ہے ۔ معبود حقیقی کی رضا و خوشنودی کے لیے قربانی بندہ کی سر بلندی اور سرفرازی ہے۔

• مسلمان، اس کی شان ہے کہ اپنی زبان سے نہ جھوٹ بولے، نہ غیبت کرے، نہ چغلی کھائے، نہ کسی مسلمان کو برا کہے، نہ ہاتھ سے ستائے نہ تکلیف پہنچائے۔

• بغض و عناد کو محبت و مودّت میں تبدیل کرنا، جنگ و جدال کو صلح و آشتی سے بدل دینا اصلاح ذات البین ہے۔

• عبادتِ الٰہی، طاعت ربانی، رضائے الٰہی کا سبب ہے ۔ بالخصوص نماز دنیا و آخرت کی نعمتوں اور برکتوں کے حصول کا واحد ذریعہ ہے۔ ادائے فرض کے بعد نوافل کی مداومت بارگار خداوندی میں بڑی مقبولیت رکھتی ہے۔

• خداوند قدوس کی نافرمانی سے بچنا عبادت پر مقدم ہے۔ کتنا ہی بڑا عابد ہو جب تک وہ اللہ عزوجل کے محارم سے نہ بچے عبادت کے ثمرات و برکات سے کما حقہ مستفیض نہیں

ہو سکتا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو اللہ کے محارم سے بچے وہ سب سے بڑا عابد ہے"۔

خوفِ خدا کی فضیلت

تفسیر رضا امجدی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

کل نفس ذائقۃ الموت

کی آیت سے یہ حقیقت مسلم الثبوت ہے کہ ہر جاندار اپنی مختصر سی زندگی گزار کر موت کا مزہ چکھے گا پھر بارگاہِ خداوندی میں پیش ہو کر اپنے نامہ اعمال کا حساب دے گا ۔ جس کے بعد خدا کی رحمت یہ فیصلہ کرے گی کہ جنت کے عالیشان محلات ہمارا مقدر بنیں گے یا گناہوں کے سبب جہنم کی ہولناک گھاٹیاں ہمارا مقدر بنائیں گی ۔ لہذا اس فانی دنیا کی زندگی کو لہو و لعب میں کھو کر حسابِ آخرت کے بارے میں غفلت کا شکار ہو جانا یقیناً نا فہمی ہے ۔ بلا شبہ ہماری نجات اسی میں ہے کہ ہم احکاماتِ خداوندی اور فرمانِ محبوبی پر عمل کرتے ہوئے سرمایۂ بخشش تیار کریں اور گناہوں سے اجتناب کریں، اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیئے دل میں خوفِ خدا کا ہونا لازمی ہے ، اس لیئے جب تک یہ نعمت حاصل نہ ہو گناہوں سے اجتناب اور عملِ نیک کا انتخاب نا ممکن ہے ۔ اس مقصدِ عظیم میں کامیابی کی خواہش رکھنے والے عزیزانِ ملت و رفیقانِ ملت کے لیئے درج ذیل سطور کا مطالعہ بے حد مفید ثابت ہوگا ۔ (ان شاءاللہ)

خوفِ خدا کا مطلب

یہ بات ذہن نشیں کر لیں کہ مطلقاً جو صدمہ اور اندیشہ کسی

مصیبت پر اس کے ہونے سے پہلے ہوتا ہے اس کو خوف کہتے ہیں ، جبکہ خوفِ خدا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی ، اس کی گرفت اور اس کی طرف سے دی جانے والی سزاؤں کا سوچ کر انسان کا دل گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائے ۔
(ماخوذ احیاء العلوم)

رب قدیر نے خود قرآن میں مختلف مقامات پر اس صفت کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا جسے درج ذیل چند آیتوں سے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے ۔

۱- **یٰا ایها الذین آمنوا التقوا اللّٰه و قولو قولاً سدیداً**
۔ (پ ۲۲ ، الاحزاب ۷۰:)
ترجمہ کنزالایمان : اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو ۔

۲- **یأیها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة**
۔ (پ ۲ ، النساء : ۱)
ترجمہ کنزالایمان : اے لوگو ! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا ۔

۳- **یأیها الذین امنوا اتقوا اللّٰه حق تقٰته ولا تموتن إلا وأنتم مسلون.**
(پ ۴ ، آل عمران ۱۰۲)
ترجمہ کنزالایمان : اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہر گز نہ مرنا مگر مسلمان ۔

۴- **فلا تخشوهم واخشون .**
(پ ، المائدۃ : ۳)
ترجمہ کنزالایمان : تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو ۔

پیارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی زباں سے نکلی ہوئی مقدس حدیثیں بھی ملاحظہ کریں جن میں اس صفت عظمی کو اپنانے کی تاکید فرمائی ہے ۔

ا- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " حکمت کی اصل اللہ تعالٰی کا خوف " ہے
(شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالٰی)

۲ حضرت سید نا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا " دو نہایت اہم چیزوں کو نہ بھولنا ، جنت اور دوزخ " یہ کہہ کر آپ ﷺ رونے لگے حتی کہ آنسوؤں سے آپ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی ۔ پھر فرمایا " اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو جنگلوں میں نکل جاؤ اور اپنے سروں پر خاک ڈالنے لگو ۔
(مکاشفۃ القلوب ص ۳۶۶)

ان قرآنی آیتوں اور مقدس حدیثوں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ایک مومن کامل کے دل میں خدا کا خوف ہونا نہایت ہی

ضروری ہے چنانچہ ان آیتوں اور حدیثوں کو سمجھ لینے کے بعد جاننا چاہیے کہ خوف خدا کی دو قسمیں ہیں ۔

١- عذاب الٰہی سے خوف

٢- ذات باری تعالی سے خوف

ذات باری تعالی سے خوف ان نفوس قدسیہ کے حصہ میں آتا ہے جو اللہ کے بارے میں علم میں رکھنے والے : قلب سلیم کی دولت سے مالا مال اور ان صفات باری تعالی کی معرفت رکھنے والے ہیں جو ہیبت وخوف اور احتیاط کا تقاضہ کرتی ہیں نیز یہ حضرات ان فرمانِ باری تعالٰی کے اسرار و رموز سے بھی پوری طرح واقف ہوتے ہیں ۔

" **یحذرکم اللّٰہ نفسہ**

(پ ٣ ، آلِ عمران)٢٨١

ترجمہ کنزالایمان : اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے ۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے

و" خافونی ان کنتم مؤمنین

(پ۴، آلِ عمران)٢٨

ترجمہ کنزالایمان: اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو ۔

پہلی قسم : یعنی عذاب الہی سے خوف عام مخلوق کا حصہ ہے اور یہ خوف جنت و دوزخ پر نیز ان کی اطاعت و نافرمانی کا بدلہ ہونے پر ایمان سے حاصل ہوتا ہے ۔ یہ خوف کبھی کمزور ہوتا ہے کبھی مضبوط اس کی کمزوری کا سبب غفلت اور ایمان کی کمزوری ہوتی سے اس غفلت کا علاج وعظ و نصحت سے نیز قیامت میں دیئے جانے والے مختلف قسم کے عذابات میں مسلسل غور و فکر سے کیا جا سکتا ہے اس کے ساتھ خائفین کے حالات میں نظر کرنے اور ان کی صحبت اختیار کر کے ان کی زندگی کا مشاہدہ کرنے سے بھی غفلت کو دور کیا جا سکتا ہے اگر کسی کو خائفین کی صحبت دستیاب نہ ہو تو ان کے احوال کو سننا بھی فائدے اور اثر سے خالی نہیں ۔

دوسری قسم : یعنی ذات باری تعالی سے خوف کرنا ارفع و اعلی مقام کا حامل ہے اس خوف سے مراد یہ ہے کہ بندہ اللہ سے دوری اور اس کے دیدار سے محرومی سے خوف زدہ رہے اور اس کے قرب کی امید رکھے ۔ (ماخوذ احیاء العلوم)

صحابہ کرام اور خوفِ خدا

تسلیم رضا امجدی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور خوفِ خدا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں خوفِ خدا اتنا تھا کہ وہ آخرت کے خوف کو اور عذابِ الٰہی کے خوف کو یاد کر کے اس قدر روتے تھے کہ ان کی آنکھیں بیکار ہو گئی تھیں۔ ایک بار کسی نے آپ کو جب روتے ہوئے دیکھا تو آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں خوفِ خدا اور عذابِ الٰہی سے اور جہنم کی ہولناک گھاٹیوں کو یاد کر کے رو رہا ہوں، تم میرے رونے پر تعجب نہ کرو کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے جلال سے تو اس جہاں کی ہر چیز خائف ہے، خواہ وہ چرند و پرند ہوں یا شمس و قمر۔ ایک مرتبہ پھر ایسا ہی اتفاق ہوا تو آپ نے فرمایا کہ خدا کے خوف سے سورج اور چاند بھی روتے ہیں، خدا کی عظمت و جلال کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے تاثرات اور احساسات سے درس لینا بہت ہی ضروری ہے، اس لئے کہ ان کو ہر شئ خدا سے خائف اور ترسیاں نظر آتی تھی، پھر کیا سورج اور چاند کے متعلق سائنس دانوں کو سب کچھ علم ہو چکا ہے بلا شبہ خدا کی تمام مخلوق اپنی ساخت اور بناوٹ کے مطابق خدا کی اطاعت بھی کرتی ہے اور خدا کے اختیار و جلال سے ڈرتی بھی ہے، البتہ اس کے ڈرنے

اور رونے کی کیفیت انسان کے رونے اور ڈرنے سے علیحدہ ہوتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبید بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ یہ آیت سنی:

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علی ھٰؤلاء شھیداً

ترجمہ: اے پیغمبر اس دن کا کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لاکر کھڑا کریں گئے؟ اور ان سب پر تمھیں گواہ لائیں گئے۔ تو آپ اس قدر روئے کہ داڑھی اور گریبان دونوں تر ہو گئے اور آپ جب کبھی یہ آیت پڑھتے

الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللّٰہ

ترجمہ: کیا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے ہیں وہ وقت نہیں آیا کی خدا کی یاد کے لئے ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو۔ تو بے اختیار رو پڑے اور روتے رہے۔

حضرت یعلیٰ بن عطاء رحمتہ اللہ کہتے ہیں کہ میری والدہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے سُرمہ تیار کرتی تھیں اس لئے کہ وہ بہت رویا کرتے تھے، وہ اپنا دروازہ بند کر کے روتے رہتے یہاں تک کہ ان کی آنکھیں دکھنے لگ جاتیں، اس لئے میری والدہ ان کے لئے سُرمہ تیار کرتی تھیں۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

"افمن ھذا الحدیث تعجبون و تضحکون و لا تبکرون"

(پ 27 النجم 60'59)

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو

اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ تو اصحابِ صُفّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس قدر روئے کہ ان کے رخسار آنسوں سے تر ہو گئے، انہیں روتا دیکھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رونے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہتے ہوئے آنسوں دیکھ کر وہ کثرت سے رونے لگے پھر آپ نے ارشاد فرمایا وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے خوف سے رویا ہو۔
(شعیب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ)

ہماری سانسوں کی آمد و رفت رک جائے اور سوائے احساس زیاں کے ہمارے دامن میں کچھ نہ ہو اس لئے اس سے قبل ہمیں خدا سے خوف کھانا چاہیئے ہم اپنی آخرت کی بہتری کے لئے اس صفت عظیمہ کو اپنانے کی جد و جہد میں لگ جائیں، خوفِ خدا کی اس عظیم نعمت کے حصول کے لئے عملی کوشش کے سلسلے میں درج ذیل امور مددگار ثابت ہوں گے
انشاءاللہ

-1 رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ اور اس نعمت کے حصول کی دعا کرنا۔

- 2 قرآن عظیم و احادیث مبارکہ میں وارد ہونے والے خوفِ خدا کے فضائل پیش نظر رکھنا۔

- 3 اپنی کمزوری اور ناتوائی کو سامنے رکھ کر جہنم کے عذابات پر غور و فکر۔

- 4 خوفِ خدا کے حوالے سے اسلاف کے حالات کا مطالعہ کرنا۔

-5 خود احتسابی کی عادت اپنانے کی کوشش کرتے ہوئے فکر مدینہ کرنا۔
-6 ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا جو صفت عظیمہ سے متصف ہوں۔

بلآخر ان امور پر عمل کر خوف الٰہی سے ہم اپنے دل کو ڈرائیں، اور جہنم کی ہولناکیوں سے پناہ حاصل کریں۔

علم دین اور عصری تعلیم

عبدالقادر امجدی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

علم کا معنی ہے جاننا، خبر رکھنا۔ خبر رکھنے والا آدمی ہر معاملے میں بہت محتاط ہوتا ہے۔ قرآن پاک کی پہلی آیت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر نازل فرمائی وہ علم ہی سے متعلق ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق
(سورہ علق)

تعلیم کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم میں اضافہ کی دعا سکھائی۔ **قل ربی زدنی علما** (طٰہٰ)
ترجمہ: عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔
(کنز الایمان)

قرآن کریم میں جابجا تعلیم کی اہمیت بیان کی گئی۔ اسی طرح سے احادیث میں بھی علم کی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرو اگرچہ چین جانا پڑے۔ (مفہوم حدیث)

لہذا ہر علوم کی ہمیں قدر کرنی چاہیئے خواہ وہ علوم دینی ہوں یا دنیاوی کہ بسا اوقات ہمیں اپنے دینی معاملات کے لئے دنیاوی علوم کی سخت حاجت ہوتی ہے۔ مثلاً وراثت کے مسائل حل

کرنے کے لئے ہمیں علم حساب(Mathematics) کی ضرورت ہوتی ہے۔ حج و عمرہ کی ادائے گی کے لئے کبھی ایسے شخص کی حاجت ہوتی ہے جو جہاز رانی کے علم کا ماہر ہو۔ یوں ہی اوقات نماز کی تعیین کے لئے علم توقیت و فلکیات کا جانکار درکار ہوتا ہے۔

معلوم یہ ہوا کہ جہاں جو بندہ جس معیار کا علم رکھتا ہے اور اس علم کا جائز اور مثبت استعمال کرتا ہے تو ہمیں اس کے علم کی قدر کرنی چاہئے۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کی اس کے مرتبے کے لحاظ سے قدر فرمایا کرتے تھے۔

یاد رکھیں ان سب دنیاوی علوم سے بڑھ کر وہ علم ہے جو حضور اقدس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے، جس کی فضیلت حضور نے بیان فرمائی اور جس علم کی تحصیل پر انعام و اکرام کا اظہار فرمایا وہ ہے قرآن و سنت کا علم، قرآن و سنت کا علم ایسا علم ہے جو ہمیں زندگی گزارنے کا سلیقہ فراہم کرتا ہے۔ یہی وہ علم ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ استاذ اور والدین کا مقام کیا ہے طالب علم اور عالم کا درجہ کیا ہے، یہی علم دنیا و آخرت سنوارتا ہے۔

مگر آج کے دور میں ہمارا معاشرہ دینی تعلیم سے بہت دور نظر آرہا ہے، اس لئے عوام الناس کو دینی تعلیم کی اہمیت و فضیلت سے روشناس کرانا ہم سب کی اولین ذمہ داری ہونی چاہئے۔

اسلام دین فطرت ہے، فطرت کے خلاف کچھ حکم نہیں دیتا

اور انسان کی صلاحیتیں مختلف ہیں اور سب ایک ہی طرح کا علم حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے اسلام نے ضروری اور غیر ضروری علم کی تقسیم کر دی ضروری علم سے مراد دینی علم یعنی فرض عین علم ہے ۔اور غیر ضروری علم سے مراد دیگر دنیاوی علوم ہیں ضروری علم وہ ہے جو تمہیں مسلمان بنا کر رکھے اس کے علاوہ علوم وہ ہیں جو تمہیں باکمال بنا کر رکھیں دینی علوم کے ثمرات و برکات آخرت میں ہی ظاہر ہوں گے جس بات کی طرف توجہ دلانے کا مقصد ہے وہ ہے

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَة عَلٰى كُلِ مسلم و مسلمة

ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم کا طلب کرنا فرض ہے

(ابن ماجہ)

اس حدیث میں علم سے مراد وہ علم دین ہے جس کے حاصل کرنے کی مسلمانوں کو ہر وقت ضرورت ہے مثلاً جب اسلام میں داخل ہوا تو اس پر خدا کی ذات و صفات کو پہچاننا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کو جاننا واجب ہو گیا اور ہر اس چیز کا جاننا واجب ہو گیا جس کے بغیر ایمان درست نہیں ہوتا یونہی نماز کا وقت آگیا تو نماز کے احکام کا جاننا اور جب ماہ رمضان آگیا تو روزہ کے احکام کو سیکھنا اور مالک نصاب ہو تو زکوٰۃ کے مسائل سیکھنا واجب ہو گیا اور جب نکاح کیا تو نکاح کے متعلق مسائل اور طلاق کے مسائل و احکام جاننا واجب ہو گیا لہذا ان تمام احکام کو جاننے

کیلئے مسائل دینیہ کا جاننا ضروری ہوگا تاکہ اس پر عمل کرکے اپنی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھال سکیں اور دنیا و آخرت کو سدھار سکیں۔

عصری تعلیم کے مثبت اور منفی نظریات

قارئین کرام! عصری تعلیم اپنی مختلف خوبیوں اور خامیوں کے پیش نظر مسلمانوں میں ہمیشہ بحث کا موضوع بنی رہی ہے۔ اس کا منفی ومثبت اثرات ونظریات ہمارے معاشرے میں پائے جاتے ہیں۔ جہاں مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ عصری تعلیم کا زبردست حامی رہا ہے وہیں ایک طبقہ جدید اور عصری تعلیم سے دوری بنائے رکھنے کا قائل نظر آتا ہے۔ جو لوگ عصری تعلیم کے فوائد کی حمایت میں ہیں ان کی دلیل یہ ہوا کرتی ہے کہ اس کے بغیر دور حاضر کے تقاضوں سے مسلم امہ کماحقہ عہدہ برآ نہیں ہوسکتی اور تعمیر وترقی کے اس دور میں مسلمان عصری تعلیم کے حصول کے بغیر پسماندہ رہ جائیں گے۔ جو لوگ عصری تعلیم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں بھی اس بات کا کسی نہ کسی درجہ میں احساس ضروری ہے کہ مسلمانوں کو بھی ڈاکٹر ،انجینئر ،سائنس داں ،قانون داں ،جغرافیہ داں ،ماہر ریاضی بننے کی سخت ضرورت ہے۔

اسلام کی حقیقت پسندانہ اور روشن و منور فکر کے باوجود دور

حاضر کا یہ المیہ ہے کہ مسلمانوں کے علمی عروج و اقبال کا آفتاب جس طرح اسلام کے ابتدائی دور سے لیکر کئی صدیوں تک اپنی پوری آب و تاب سے چمک دمک رہا تھا آج اسی طرح وہ انحطاط و تنزلی کا شکار ہے ۔ عصری تعلیم کے فقدان کی وجہ سے ہم زندگی کے کئی اہم شعبہ جات میں اہل مغرب کی غیر محسوس غلامی کر رہے ہیں معاشرت معیشت ، ثقافت ، سیاست ، تجارت اور کئی اہم ترین معاملات میں مسلمان اغیار کے دریوزہ گر بن کر رہ گئے ہیں یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے جس کا بدقسمتی سے ہم کو سامنا کرنا پڑ جاتا ہے ۔ مسلمان جس کی تخلیق دنیا کی رہنمائی کے لئے کی گئی ہے اور جس کے سر پر تاج خلافت سجایا گیا وہ آج خود نشان منزل کھو بیٹھا ہے ۔ اور سراب سفر کو مقصود حقیقی سمجھ کر اسی پر قانع و شاکر ہے ۔ اسی لئے ذلت کے دلدل میں دھنستا چلا جارہا ہے ۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے شان دار ماضی اور عبرت ناک حال کو دیکھ کر روشن مستقبل کی عمارت کھڑی کرنے کی بہتر منصوبہ بندی کریں اور یہ دور حاضر میں عصری تعلیم کے حصول کے بغیر ممکن نہیں ۔ اس لئے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کا ہونا بھی ضروری ہے۔

شراب نوشی اور مسلمان

محمد مصطفیٰ رضا امجدی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

اسلام نے انسان کو پاکیزہ زندگی گزارنے کی تعلیم دی اور برائیوں سے بچے رہنے کا طریقہ سکھایا، حلال و حرام میں تمیز بتائی، جائز اور ناجائز کی حد مقرر کی کون سی چیزیں طبیعت انسان کے لئے مضر ہیں، اور کیا کیا مفید ہو سکتی ہیں، کون سے کام لائق عمل ہیں اور کن کاموں کو ترک کرنا چاہیے اور یوں ہی انسان کو کن کن غزاؤں کو لینا حلال اور کن کو لینا حرام ہے، طیب و خبیث کو الگ الگ کر کے بتایا، جن چیزوں سے انسان کی صحت ظاہری اور باطنی پر منفی اثر پڑ سکتا ہے ان کو ظاہر کیا ان چیزوں کی حقیقت کیا ہے ان کو اجاگر کیا، کھانے پینے کی کن کن چیزوں سے جسم کے ساتھ روح پر بھی اثر پڑتا ہے، دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کا بھی خسارہ ہوتا ہے، ان کو بھی کما حقہ ظاہر کیا، غرض ہر شئ کو اس کی حقیقت کے ساتھ ظاہر و باہر کیا۔

انھیں بری چیزوں میں سے شراب بھی ہے۔ اس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے شراب کو ناپاک کہتے ہوئے اسے عمل شیطان بتا یا۔ فرماتا ہے

" یا ایھا الذین آمنوا انماالخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون "

ترجمہ: اے ایمان والوں شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالی نے دنیا میں اچھی اور بری دونوں چیزیں پیدا فرمائی ان کے نفع اور نقصان کو بھی بتایا لہذا اللہ سبحانہ تعالی نے شراب کے نقصانات کو بتاتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو مخاطب کرکے کہتا ہے

یسئلونک عن الخمر و المیسر قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس و اثمھما اکبر من نفعھما

تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔(کنز الایمان)

اس آیت میں شراب اور جوئے کی مذمت بیان کی گئ ہے کہ جوئے اور شراب کا گناہ اس کے نفع سے زیادہ ہے، نفع یہی ہے کہ شراب سے کچھ سرور پیدا ہوتا ہے یا اس کی خرید و فروخت سے تجارتی فائدہ ہوتا ہے اور جوئے میں یہ فائدہ ہے کہ اس سے کبھی مفت کا مال ہاتھ لگ جاتا ہے، لیکن شراب اور جوئے کی وجہ سے ہونے والے گناہوں اور فسادات کا کیا شمار، شراب سے عمل ذائل ہو جاتا ہے، غیرت کا جنازہ نکل جاتا ہے ماں، بہن، بیٹی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے، عبادت سے دل اکتاتا ہے، عبادت کی لذت دل سے نکل جاتی ہے

اور ایسے ہی جوئے کے بھی نقصانات ہیں، شراب کے متوالے خواہ اس کے جتنے بھی فوائد شمار کرائیں لیکن اتنا تو ماننا ہوگا کہ اس میں اچھا سے زیادہ خرابی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شراب کو قانونی جواز فراہم کرنے والی حکومتوں کی جانب سے بھی سڑکوں پر عام طور سے اس طرح کا بورڈ لگا ہوتا ہے۔

"Don't mix drinking and driving."

اور یہی بات دور حاضر کے اطباء بھی کہتے ہیں WHO عالمی تنظیم صحت کی تحقیق کے مطابق شراب کا نقصان دو سو سے زیادہ بیماریوں اور چوٹ کے حالات میں ایک سبب ہے، دنیا بھر میں ہر سال تیس لاکھ موتیں شراب کی وجہ سے ہوتی ہیں یہ مجموعی اموات کا 5.3 فیصد ہے، دنیا بھر میں بیماری اور چوٹ ہونے کا 5.1 شراب سبب ہے، شراب کا استعمال جلد موت یا معذوری کا سبب بنتا ہے، بیس سے انتالیس سال کی عمر کے لوگوں کی 13.5 فیصد موتیں شراب کی وجہ سے ہوتی ہیں، ایک جگہ دس فیصد بتایا گیا ہے۔
عالمی ادارہ صحت WHO نے کئی ملکوں کا جائزہ لے کر بتایا کہ امریکہ، برطانیہ، مغربی جرمنی، رُوس اور جاپان میں نفسیاتی، ذہنی اور اعصابی امراض میں زیادتی کا واحد سبب نشے بازی ہے، اس سے مختلف قسم کی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں، فساد معدہ، اعضاء جسم کی ساخت میں خرابی،

نشے کے عادی لوگوں کی شکلیں جلد خراب ہو جاتی ہیں، آنکھیں باہر نکل آتی ہیں، رنگ و ہیئت بدل جاتی ہے، بعض جرمنی اطباء کا کہنا ہے کہ نشہ کا عادی شخص جبکہ 40 سال کا ہو تو اس کی ہیئت ساٹھ سال کے انسان کی طرح معلوم ہوتی ہے، اور وہ جسم و عقل ہر اعتبار سے بڑھ جاتا ہے۔

برنٹ نامی ایک ڈاکٹر نے اپنی کتاب (جو کہ 1971 میں لندن کے کنگ کالج سے شائع ہوئی) میں لکھا وقتی'' طور پر سرور پیدا کرنے والی شراب جیسی کسی اور چیز کو انسان دریافت نہ کرسکا، لیکن صحت کو تباہ کرنے کی جو تاثیر شراب میں ہے اور کسی میں نہیں، خطرناک زہر اور بدترین سماجی شر ہونے میں اسکا کوئی ثانی نہیں ''ہے۔

ایک جرمن ڈاکٹر کا قول ''ہے تم شراب کی دوکانوں میں آدھی دوکانوں کو بند کر دو میں تمھیں آدھے شفا خانوں، پناہگاہوں اور جیل خانوں سے مستغنی ہونے کی ضمانت لیتا ''ہوں۔

آج مسلمان بھی شراب اور دیگر نشہ آور چیزوں میں اتنا محو ہے کہ نشہ کے دھن میں کتنوں کا گھر اجڑ گیا ہے، نشہ کی حالت میں ظلم و جبر کرتے ہیں، ماں باپ کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں، قتل و غارت، لوٹ

کھسوٹ، چوری ڈکیتی، زناکاری فحاشی، بے غیرتی بد تہذیبی یہ سارے کام انسان نشہ کی حالت میں کرنے سے پیچھے نہیں ہٹتا، یہ ساری باتیں تعالیم اسلام کے خلاف ہیں، اسلام نے انسانوں کو دین و دنیاوی زندگی کے بہت بہترین اصول و آداب سے نوازا ہے اور کسی بھی موقع پر بے لگام نہیں چھوڑا بلکہ پاکیزہ اور پیاری تعلیمات کا ایک مزین گلدستہ پیش کیا، ایک مسلمان بلکہ ایک عام انسان چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو وہ بھی کھانے پینے اور باعزت اور کامیابی بھری زندگی گزارنے کے متعلق اسلامی ہدایت اور تعلیمات نبوی پر عمل پیراں ہوں تو یقینا اس کی دنیا سنور ہی جائے گی اگر چہ ایمان سے عاری ہو لیکن اگر مسلمان کما حقہ عمل کرے تو دارین کی سعادتوں سے سرخ رو ہوگا۔

لہذا ہم پر واجب ہے کہ ان نشہ آور چیزوں کی حقیقت کو جانیں ان کے نقصانات کا جائزہ لیں کہ کیا کیا دینی اور کیا دنیوی نقصان ہیں خود عمل کریں دوست و احباب، رشتہ دار اور اپنے مسلمان بھائیوں کو بتائیں اور بالخصوص انہیں جو منشیات کے شکار ہیں اور دینی، دنیوی، ظاہری، باطنی، روحانی، جسمانی، نقصانات اور خطرات سے آگاہ کریں۔
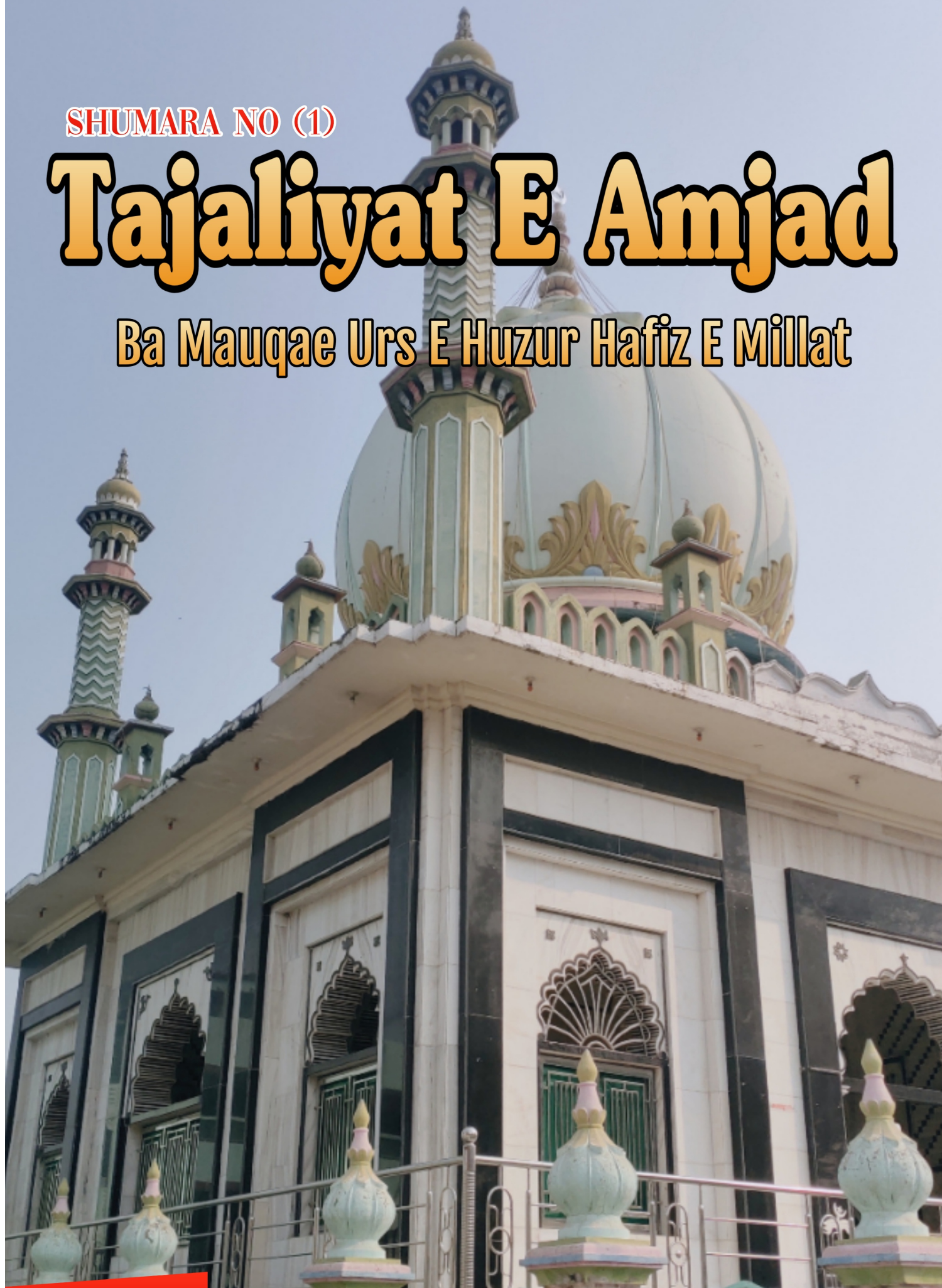
SHUMARA NO (1)
Tajaliyat E Amjad
Ba Mauqae Urs E Huzur Hafiz E Millat
PUBLISHED
TALBA E GHOSI JAMIA AMJADIA RIZVIA GHOSI MAU (U.P.)